بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز

مشرقِ وسطیٰ

بیت المقدس کا خطبۂ فتح

اسرائیل سے عربوں کا سترہ روزہ مسلسل جہاد ۲۲ر اکتوبر کو جس نازک موڑ پر آکر رُکا اور اس کے بعد معاہدہ اور افہام و تفہیم کے نام سے جو سلسلہ شروع ہوا عالمی طاقتوں کے مسلم کش رویہ کی بنا پر اس کا کھٹکا پہلے ہی دن سے تھا۔ اور اب یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ مشرقِ وسطیٰ میں حالات آگے چل کر کیا پلٹا کھاتے ہیں۔ مگر اس جنگ سے چند باتیں روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئیں۔ اور اگر مسلمانوں نے اس سے سبق لیا اور آئندہ اپنی پالیسیوں میں انہیں ملحوظ رکھا تو اس جنگ میں دی ہوئی قربانیاں رائیگاں نہیں سمجھی جائیں گی۔
پہلی بات یہ کہ اسلام نے سارے جہاں کا کفر مسلمانوں کے مقابلہ میں ملتِ واحدہ ہونے کا جو اعلان کیا تھا وہ پچھلے ہر دور کی طرح اب بھی ایک اٹل حقیقت بن کر سامنے آیا۔ صیہونیت کے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لئے امریکہ نے ڈھٹائی اور بے حیائی کا جو شرمناک کردار ادا کیا اس کی روشنی میں عالمِ اسلام کو اپنی پالیسی پر نظرِ ثانی کرنا ہوگی۔ جنگ میں حالت یہ ہوگئی تھی کہ جانباز عرب مجاہد اسرائیل سے نہیں عالمی سامراجیت کے علمبردار امریکہ سے لڑ رہے تھے امریکہ کے صدر سے لیکر یہودی نژاد وزیرِ خارجہ کسنجر تک نے کھلم کھلا اپنی سامراج نوازی کا ثبوت دیتے ہوئے یہودیوں کی حمایت کی اور نہ صرف جنگی سلحہ بلکہ سیاسی اور سفارتی بنیادوں پر بھی اسرائیل کی بھرپور مدد کی گئی ـــــ

ـــــ من تو شدم تو من شدی کا معاملہ یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ اسرائیل امریکہ کی باہمی گرمجوشی اور اظہارِ تعاون دیکھ کر نہیں کہا جا سکتا کہ امریکہ اسرائیل کا ایجنٹ ہے یا اسرائیل امریکہ کے عزائم خبیثہ کی تکمیل میں لگا ہوا ہے۔ اسرائیل بظاہر امریکہ کا دست نگر ہے۔ مگر لگتا ایسا ہے کہ درحقیقت امریکہ اپنی عالمی قوتوں سمیت مٹھی بھر یہودیوں کی ایک کالونی ہے۔ اپنے طور پر نہ اس کے کچھ اصول ہیں نہ قوانین نہ ضمیر ہے اور نہ کسی آزاد فیصلہ کا اختیار، امریکہ نہ صرف جنگ میں اسرائیل کا آرڈیننس فیکٹری بنا رہا بلکہ بقول بی بی سی کے ایک مبصر کے وہ اب تک تیرہ ہزار ٹن سے زائد اسلحہ اسرائیل پہنچا چکا ہے۔ اور اب تو بحری راستے سے

بھی اسرائیل کو مزید اسلحہ کی ترسیل جاری ہے۔ امریکہ جو ویٹ نام میں اپنی ساری شان وشوکت اور طنطنہ خاک میں ملا چکا ہے، مظلوم اور بے بس عربوں پر اپنی گری ہوئی ساکھ کی عمارت اٹھانا چاہتا ہے۔ وہ درحقیقت نہ صرف عرب دشمنی، اسلام دشمنی اور مسلم کشی کا علمبردار ہے۔ بلکہ اس کی تاریخ پوری بنی نوع انسان کی تباہی و بربادی کے عزائم مشئومہ سے داغدار ہو چکی ہے۔ لیکن اگر وہ ویٹ نام کی شرمناکیاں عربوں کے خون سے دھونا چاہتا ہے تو یہ اس کی بھول ہے۔ جس خدائے حی وقیوم نے اسے ویٹ نام میں ذلیل وخوار کیا ہے وہ فلسطین اور عربوں کی سرزمین کو امریکہ اور اس کے تمام سامراجی عزائم کا قبرستان بنا سکتا ہے۔ امریکہ اگر اپنے اس رویہ پر نظرثانی نہیں کر سکتا تو مسلمانوں کو تو اب اپنے اس ازلی دشمن (بشمول تمام مغربی اقوام) کے بارے میں محتاط ہو جانا چاہیئے۔

اس سلسلہ میں روس کی پالیسی بھی ہرگز لائق تحسین نہیں۔ اور یہ ایک المیہ ہے کہ مسلمان اپنے دشمنوں کو جانتے ہوئے بھی کسی نہ کسی طور پر کسی کافر کے جھوٹے سہارے لینے پر مجبور ہیں۔ اور اس بناء پر عرب بھی کسی نہ کسی طور پر اپنے اس منافق اور دوست نما فریبی دشمن روس کے دامن کا سہارا لئے رہے ہیں۔ مگر اسرائیل کے معاملہ میں امریکہ اور روس ایک ہیں، یعنی ایک اسلحہ فراہم کرتا رہا۔ تو دوسرا یعنی روس اسلحہ چلانے کی افرادی قوت، روسی یہودیوں سے اسرائیل کی رونق بڑھانے میں پیش پیش رہا۔ اگر جنگ کا دارومدار فریقین کے اسلحہ سپلائی کرنے پر موقوف نہ ہوتا۔ اور اس دباؤ سے مجبور ہو کر عرب جنگ بندی قبول نہ کرتے اور محض خدائے حی وقیوم کی نصرت کے بھروسے پر سلامتی کونسل کی قرارداد کو مسترد کر دیا جاتا تو نتائج بلاشبہ بہتر ظاہر ہوتے۔ بہرحال عرب بلکہ تمام مسلمان جنگ کے میدانوں میں جیتی ہوئی لڑائیاں روس کے ہاتھوں مفاہمت اور مصالحت کی میزوں پر ہار بیٹھتے ہیں۔ اور یہ ایک عظیم المیہ ہے کہ مسلمانوں کو دھوکہ، فریب اور سیاسی عیاریوں پر مبنی "جنگ بندی" اور "امن" کے نام سے جن تباہیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اس کا متفقہ طور پر انسداد ضروری ہے۔

جنگ کے اچھے نتائج میں سب سے بڑی بات عربوں اور مسلمانوں کا باہمی اتحاد و یگانگت کا مظاہرہ کرنا ہے۔ عربوں کے بارہ میں کہا جاتا تھا کہ وہ کبھی متفق نہیں ہو سکتے۔ مگر اس جنگ میں عربوں نے متحد ہو کر ہر قسم کی جتھہ بندی اور سیاسی وابستگیوں کو بالائے طاق رکھ کر امریکہ، اسرائیل اور سامراج دشمنی کا مظاہرہ کیا۔ شاہ فیصل وغیرہ نے اسی جذبۂ اسلامی وقومی کی بناء پر امریکہ اور ہالینڈ کو تیل کی سپلائی بند کر دی اور مشرق سے لیکر مغرب تک مسلمانوں کی ایک ہی آواز بلند ہوتی جو اسرائیل اور سامراج دشمنی عربوں کی حمایت اور ظلم پر احتجاج کی آواز تھی۔ اگر مسلمان اور عرب بھائی اسی جذبۂ اتحاد و اخوت سے سرشار رہے تو دنیا کی

کوئی طاقت انہیں شکست نہیں دے سکے گی، یہی ہمارے تمام مصائب کا علاج اور ساری پریشانیوں کا مداوا ہے ورنہ اسباب و وسائل کی جو فراوانی مسلمانوں اور عربوں کے پاس ہے، اس کا ہزارواں حصّہ بھی اوروں کے پاس نہیں۔

ایک اور بڑی بات اس لڑائی سے یہ پیدا ہوئی کہ اس نے عربوں اور مسلمانوں کا وہ احساس کمتری مٹا دیا جو پچھلی جنگ میں شکست کے بعد حوصلوں کی پستی، یقین میں تذبذب، عزائم میں تردد اور دوسری کئی نفسیاتی، نظریاتی اور عملی خرابیوں کا موجب بن رہا تھا۔ یہ زعم باطل اس جنگ میں عربوں نے خاک میں ملا دیا کہ اسرائیل ناقابل تسخیر ہے۔ ایک ہی حملے سے عربوں نے یہود کی کمر توڑ دی۔ ان کی دفاعی لائنیں عربوں نے خس و خاشاک کی طرح روند ڈالیں۔ ایک ہی زقند میں جولان کی رکاوٹیں الٹ کر رکھ دیں۔ اور اگر امریکہ اپنے کرائے کے سپاہیوں اور اسلحہ سے میدان میں نہ آتا تو آج اسرائیل کا تمام و نشان مٹ چکا ہوتا۔ کیا یہ جنگ خدا کی بیان کی ہوئی یہودیوں کی ابدی ذلت و رسوائی اور اس کی استثنائی صورت "الا بحبلٍ من الناس" کا ایک اور ثبوت نہیں۔؟

اس جنگ میں ایک دوسری خوشگوار تبدیلی جو محسوس ہوئی وہ عربوں کا پہلے کے مقابلہ میں زیادہ جوش و خروش سے انابت الی اللہ کا جذبہ تھا۔ خدا کی طرف رجوع اس سے طلب فتح و نصرت اس کے دین اور نام کی بلندی کا جذبہ اور ولولہ اپنی کوتاہیوں اور خامیوں پر اظہار ندامت اور اصلاح احوال کی سعی یہ چیزیں مسلمانوں کے لئے فتح و عروج کا بنیادی سرچشمہ ہیں۔ بحمداللہ اس جنگ میں صبر و ثبات کیساتھ ذکر اللہ کا بھی غلغلہ رہا اور تضرع و ابتہال کا بھی کہ یہ تو شکستگی اور خستہ حالی کا دور ہے۔ ہمارے اسلاف تو فتح و عروج کی معراج پر سرفراز ہو کر بھی بارگاہ ایزدی میں عجز و تسلیم کے اظہار اور مظاہرۂ عبدیت میں غفلت نہیں برتتے تھے۔ فتح مکہ اور ایسے ہی بعض عظیم فتوحات تو سب کو معلوم ہی ہیں۔

اس بیت المقدس کو لیجیے جس کی بازیابی کا ہر مسلمان متمنی ہے۔ مگر وہ جو ہماری عظمت رفتہ کی آبرو تھی یعنی سلطان ابوالمظفر الملک الناصر صلاح الدین الیوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ــــ ۵۸۳ھ کی لیلۃ المعراج مطابق ۲ / اکتوبر ۱۱۸۷ء کو جب بیت المقدس میں فاتحانہ داخل ہوئے اور پوری دنیا کے اتحادی کافر دن سے اسے آزاد کرایا تو فاتحانہ مسرتوں کے باوجود خداوند کریم کی بارگاہ میں ان پر عجز و نیاز بندگی اور سپردگی کا عجب عالم طاری تھا ــــ اور چھوڑئیے صلاح الدینؒ کی تو شان ہی نرالی تھی۔ اس کے بعد اور گویا ایک صدی کے بعد ہم شعبان کو جو پہلا جمعہ مسجد اقصیٰ میں سلطان صلاح الدینؒ کی موجودگی میں پڑھا گیا تاریخ میں ہے کہ

گویا وہ دن یوم مشہود تھا۔ اس تاریخی جمعہ میں خطیب وقت قاضی محی الدین محمد بن زکی الدین علی القرشی نے جو خطبہ دیا اور اب جس پر ہماری غفلتوں اور خود فراموشیوں نے غفلت و نسیان کی تہ بر تہ غلافت چڑھا دئے ہیں، آئیے تاریخ کے سینے سے نکال کر اس پر ایک نگاہ ڈال لیں :

الحمد لله معز الاسلام بنصره ومذل الشرك بقهره ومصرف الامور بأمره ومديم النعم لبشكره ومستدرج الكفار بمكره الذي قدر الايام دولا بعدله وجعل العاقبة للمتقين بفضله وافاء على عباده من ظله واظهر دينه على الدين كله القاهر فوق عباده فلا يمانع والظاهر على خليفته فلا ينازع والامر بما يشاء فلا يراجع والحاكم بما يريد فلا يدافع ۔ فاحذروا عباد الله ــ بعد ان شرفكم الله بهذا الفتح الجليل والمنح الجزيل وخصكم بنصره المبين واعلق ايديكم بحبله المتين ان تقترفوا كبيراً من مناهيه وان تاتوا عظيما من معاصيه فتكونوا كالتي نقضت غزلها من بعد قوة انكاثاً وكالذي آتيناه آياتنا فانسلخ منها فاتبعه الشيطان فكان من الغاوين ۔

والجهاد الجهاد فهو من افضل عباداتكم واشرف عاداتكم انصروا الله ينصركم احفظوا الله يحفظكم اذكروا الله يذكركم اشكروا الله

ساری ستائش اپنی مدد سے اسلام کو عزت دینے والی ذات کے لئے ہے، جس نے شرک کو اپنی قوت سے ذلیل کیا جو اپنی مرضی سے تمام کاموں میں تصرف کرتا ہے، جو نعمتوں کو شکر گزاری کے بدلے دوام دیتا ہے ۔ اور جو اپنی تدبیر و حکمت سے کافروں کو ڈھیل بھی جس نے اپنی شان عدل کی بناء پر اتار چڑھاؤ اور فتح و زوال کو گردش زمانہ بنا دیا اور بالآخر بہتر انجام اور کامیابی پاکبازوں کے لئے مقرر کر دی۔ جس نے اپنے بندوں پر اپنا سایہ کر دیا اور اپنے دین کو سارے ادیان پر غالب کر دیا وہ ساری مخلوق پر غالب ہے کوئی اسے منع نہیں کر سکتا نہ کوئی روک ٹوک کر سکتا ہے ۔ پس اے اللہ کے بندو ڈرو اور محتاط رہو جبکہ اللہ نے آپ کو اس فتح مبین، انعام عظیم اور اپنی نصرت و مدد سے نوازا اور دین کی مضبوط رسی تمہارے ہاتھوں میں تھما دی ۔ خبردار ! اب اس کے منع کئے ہوئے کاموں کے قریب نہ پھٹکنا، کہیں ایسا نہ ہو تم منکرات اور معاصی کے پیچھے پڑ جاؤ۔ پس اس بڑھیا کی طرح ہو جاؤ گے جو اپنے کتے کرائے پر خود پانی

يوم كغده ويشكركم خذوا في حسم الداء
وقطع شأفة الاعداء وطهروا
بقية الارض من هذه الانجاس
التي اغضبت الله ورسوله
واقطعوا فروع الكفر واجتثوا
اصوله فقد نادت الايام بالغارات
الاسلامية والملة المحمدية :
الله اكبر فتح الله ونصر غلب الله
وقهر اذل الله من كفر ـ

پھیر دیتی تھی۔ یا اس شخص کی طرح جسے خدا نے واضح نشانیاں دیں اور تعلیمات دیں، مگر شیطان کے کہنے میں آکر اس نے سب کچھ نظر انداز کر دیا۔ اور گمراہوں میں شامل ہو گیا۔

اے مسلمانو! الجہاد، الجہاد، کہ یہی تمہاری بہترین عبادت اور اعلیٰ ترین شیوۂ حیات ہے۔ تم اللہ کی مدد کرو وہ تمہاری مدد کرے گا۔ شکر گزار بن جاؤ۔ وہ اپنی قدر افزائی اور بڑھا دے گا۔ اب بیماری کو جڑ سے نکال پھینکو۔ اور خدا کی باقی زمین کو بھی کفر و شرک، ظلم و فساد کی ان غلاظتوں (کافروں) سے پاک کر دو جس نے خدا اور اس کے رسول کو ناراض کر دیا۔ کفر کی ساری شاخیں کاٹ ڈالو۔ اور اس کی پوری بیخ کنی بھی کر دو۔ کہ زمانہ اسلام اور ملت محمدیہ کا ہے۔ اور وقت اسلامی فتح و عروج کی یاد تازہ کر رہا ہے۔ اللہ بزرگ و برتر ہے۔ اللہ نے فتح و نصرت دی اور غالب ہوا۔ اور اللہ نے کافروں کو ذلیل و خوار کر دیا۔"

——— مشرق وسطیٰ کا جہاد اب بھی جاری ہے۔ اور جب تک ارض مقدس کو یہودیوں سے پاک نہیں کیا جاتا، جاری رہے گا۔ اور جب تک بیت المقدس کی بازیابی کی ذمہ داری سے اسلامیان عالم اسلام سبکدوش نہیں ہو جاتے بیت المقدس کی فضائیں کسی ایسے خطبہ کے لئے ترستی رہیں گی۔

اللہ اکبر، اللہ اکبر والعزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین۔

واللہ یقول الحق وھو یہدی السبیل۔

سمیع الحق